جدید تہذیب میں ماتحتوں، غلاموں اور نوکروں کے ساتھ سلوک (شریعت کی روشنی میں)

Treatment of subordinates, slaves, and servants in modern civilization (in the light of Shariah)

Dr. Hafiz Muhammad Ibrar Ullah
Assistant Professor, Department of Islamiyat
The university of Azad Jammu & Kashmir University,Muzaffarabad
Email: Hafizibrar87@gmail.com
RizwanaKousar
Lecturer, Department of Islamiyat
The university of Azad Jammu & Kashmir University,Muzaffarabad
Email: Rizwanakousar94@gmail.com
Dr Fatima
Assistant Professor, Department of Islamiyat
Shaheed Benazir Bhatto, Women University, Peshawar
Email: fatimasaba@sbbwu.edu.pk

ABSTRACT
In modern civilized societies, it is not considered bad for the owner to abuse the employee, even though the employee is very angry about it, but he is patient with tears of blood in his heart for fear of losing his job. Allah subhanahuwata'ala has placed a distinction between human beings to fulfill human needs, some are rulers and some are subjugated, some are masters and some are slaves, some are kings and some are subjects, some are rich and some are poor. It is a distribution from Allah. While taking ten hours of service from someone else is an easy task, providing one hour of service yourself is a very difficult task. In this regard, the example of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is a guiding light for us that he honored his servants. In this regard, the moderate and middle way is what the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) treated with his subordinates, slaves, and servants, and the best way he treated them is a living example for us. An employee will sometimes think a lot in his heart, that he is a human being just like everyone else, and he also has the right to live, but he happily accepts all these things to support his wife and children. The difference in status is not to be considered a measure of superiority Rather, every human being has a quality.

Keywords: subordinates, Holy Prophetﷺ, Guidance, Fact, rulers

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عالمگیر ہے لہذا اہل علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ عالم کائنات میں انسان کا سب سے مقدس اور مقدم فریضہ یہ ہونا چاہیئے کہ نفوس انسانی کی اخلاقی تربیت کی اصلاح و تکمیل ہو سکے مطلب یہ کہ ہر قسم کے اخلاق و فضائل، عفت و عصمت، صبر و رضا، توکل و استغناء، زہد و تقوی کے اصول و فروع خوبصورت طریقے سے بنائے اور پوری دنیا میں ان اوصاف و محاسن کی عملی طور پر تعلیم رائج کی جائے۔[1] جس طرح نکاح کے لئے مہر، عبادت کے لئے قوت، انابت الی اللہ میں یکسوئی، شان استغناء کا حصول، تبادلۂ ہدایا کی سنت، اکرام ضیف کا نبوی طریقہ، رفاہی کام جیسے

مساجد کی تعمیر، مکاتب و مدارس کی تاسیس، ندیوں پر پُلوں کا انتظام، ہاسپٹلوں کا قیام، مال اور عوام کے بغیر ناممکن ہی ہے، اسی طرح زندگی کی چکی کا پاٹ اسی مال اور لوگوں کے ارد گرد گھومتا ہے، اسی طرح سڑکوں پر سبیلیں، صاف پانی کا انتظام، ماحول کی صفائی، وقت بوقت میدانوں، سڑکوں، گلیوں کُوچوں کی صفائی، اڈوں کی صفائی، ہوائی اڈے، ریلوے سٹیشنز، دفاتر ،وغیرہ میں عوام الناس ہی خدمات سر انجام دیتی ہیں جو ایک دوسرے کے ماتحت کام کرتی ہے۔[2]

مالک کا حق اگرچہ غلام کی ملکیت پر قطعی نہیں ہے لیکن ایک مخصوص قسم کا ہے یعنی وہ ایک ایسا حق ہے کہ آقا ہی اس سے دستبردار ہو سکتا ہے اگرچہ قانون اور عرف نے غلام کو بھی کچھ کچھ حقوق دیئے ہیں اصولی طور پر غلامی کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے قبیلہ کے کچھ لوگ اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کے غلام بن جائیں، یا دوسرا قبیلہ لوگوں کو اپنا غلام بنا لیں۔[3] غلامی ازمنہ قدیم کی تقریبا تمام ترقی یافتہ قوموں میں پائی جاتی تھی، اور مزہبی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہودیت، مسیحیت، ہندومت کے سارے مذہبی کتابوں میں غلامی کے رواج کی مذمت کہی نہیں کی گئی۔ عیسائی اقوام کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلاموں کے ساتھ سخت سلوک کرتے، کھیتوں میں کام کرواتے، اور معمولی غلطی پر سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔ یہودیت میں والدین اپنے بیٹے یا بیٹی کو بیچ دیتے تھے، اس طرح اگر کوئی چوری کرتا اور وہ مال کھا چُکا ہوتا اور اسے واپس نہیں کر سکتا تھا، تو اس چور کو کسی مالدار آدمی پر بیچ دیتے تھے، اور یہ بندہ اس کا غلام بن جاتا تھا۔[4] طائف کے دن مشرکوں کے جتنے غلام آئے، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اُن سب کو آذاد کر دیا، بلکہ ان کے متعلقین مسلمانوں کو حکم دیا گیا، کہ ان کو قرآن مجید پڑھائیں اور سنن کی تعلیم دیں۔[5]

دین شریعت میں اگرچہ غلام حق ولایت نہیں رکھتا لیکن جتنے بھی انسانی حقوق ہوتے ہیں، وہ ان سب کا حق دار ہوتا ہے

فان السيد حقه فی مالية لا فی انسانیه[6]

ترجمہ: سید کو غلام کی صرف مالیت میں حق ہے اس کی انسانیت میں نہیں ہے

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم انس بن مالک آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا خادم حاضر ہے، ان کے لئے دعا فرمائیں، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے دعا فرمائی اے اللہ، اسے بہت ساری اولاد اور مال عطا کر دیں، اور جتنا کچھ بھی انہیں دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، وہ دعائیں دولت اور اولاد کے لئے تھیں، چنانچہ حیات انس بن مالک رضی اللہ عنہ میں ان کے بیٹے اور پوتے 100 کے قریب تھے اور تیسری مغفرت اور جنت کے لئے ہے۔[7]

انسان کو جب پیدا کیا گیا تو فرشتوں کو اس انسان کے آگے جھکا یا گیا، اس سے واضح پتہ چلتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، اور اس کی تذلیل کرنا، حقیر سمجھنا، اسکو بُرا بھلا کہنا انسانیت کے خلاف عمل ہے انسان کے آگے فرشتوں کو

جھکا کر یہ درس دی گئی کہ انسان اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی پیدائش اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی کے لئے ہے[8]

خادم، یا ملازم، یا نوکر کے ساتھ جو طے شدہ اجرت ہو، وہ بروقت ادا کرنا چاہیئے، اس اجرت میں تاخیر کرنا خادم، یا ملازم، یا نوکر کے ساتھ ظلم وزیادتی ہے، اور ان کی معاشی پریشانی کا باعث بنتی ہے عام طور پر لوگ کئی قسم کے حیلے بہانے بنا کر خادمین وغیرہ سے کٹوتی کرتے ہیں، جو ناجائز ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا" [9]

ترجمہ: یقیناً اللہ آپ لوگوں امر کرتا ہے کہ جن کی امانتیں ہیں یہ انہیں حوالہ کر دو۔

مالی معاملات میں ادائیگی امانت ایسی بنیادی چیز ہے جس سے حقدار کو اس کا حق دیدیا جاتا ہے۔ اگر ایک انسان خود کو اخلاق رذیلہ میں گرفتار کریگا، تو اُن کے لئے زندگی خود عذاب سرمدی بن جائیگی، اگر یہ اپنی اصلاح کی فکر میں مجاہدہ نہ کرے، تو زندگی اجیرن بن جاتی ہے اور محبوب حقیقی کے راستے میں اخلاق رذیلہ ہی رکاوٹ بنتی ہے، جب انسان میں کوئی بُری عادت پڑ جاتی ہے پھر اس بُری عادت کو دُور کرنا انتہائی مشکل کام بن جاتا ہے، اور پھر جب بُرے اخلاق کے خلاف کوئی نصیحت کرتا ہے تو اس ناصح ہی سے سخت کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔[10]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، ظاہری اور باطنی دونوں حیثیتوں سے انسان کو ایک خاص شرف بخشا ہے ظاہری شکل وصورت میں انسان کو خوبصورت پیدا کیا، اسی طرح علم ادراک کے اعتبار سے انسانوں کو وہ کچھ سکھایا جو یہ لوگ نہیں جانتے تھے

اور تمام کائنات ومخلوقات میں افضل ہونے کا شرف دیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ [11]

ترجمہ: اور تحقیق کے ساتھ ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

تکریم کے دو پہلو ہیں، اول یہ کہ انسان کو تمام کائنات سے اپنی خدمت اور کام لینے کا حق دیا گیا، جانوروں کے دودھ سے لے کر اُن کی گوشت، ہڈیاں اور اُن پر سواری تک جائز کر دی گئی۔ ان کی جان کی حفاظت کے لئے احکام میں طرح طرح کی آسانیاں پیدا کی گئی۔ اور دوسری چیز یہ کہ اضطراری صورت میں انسان کے لئے حرام چیزوں میں بھی گنجائش دی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو بہت مکرم ومعظم بنایا ہے یہاں تک کہ اس سے زیادہ کوئی اور جرم ممکن نہیں کہ کوئی کلمہ کفر کہے، اور اگر کسی شخص کے جان کو خطرہ ہو اور اُسے کلمہ کفر بولنے پر مجبور کر دیا جائے، تو ایسی حالت میں کلمہ کفر بولنے کی بھی اجازت دی گئی ہے، بشرطیکہ دل ایمان واسلام پر جما ہوا ہو۔[12]

دور جدید میں کوئی غلام نہیں، ہر شخص آزاد پیدا ہوا ہے، ہر انسان کی عزت نفس ہوتی ہے، تلاش رزق کا معنیٰ بالکل یہ نہیں کہ کسی کی عزت نفس مجروح کی جائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ[13]

ترجمہ: سو اپنا چہرہ اللہ کی فرمانبرداری کے لئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔

بسا اوقات اگر ملازم، نوکر، ماتحت اپنے فرائض منصبی کو پورا نہ کرے، تو اسے تاکید کی جاسکتی ہے، جیسا کہ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہیں کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مردود و مقہور کر دیا۔[14]

امیہ بن خلف کے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو امیہ بے انتہا ظلم کرنا شروع کر دیئے، جلتی گرم ریت پر لِٹادیتے اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی، تو ایک امیہ بن خلف سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرادیا۔[15] معاشرے میں بعض لوگ غرور و تکبر کرتے ہیں، اپنے ماتحتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے ہیں، حالانکہ شریعت مطہرہ اپنے غلاموں، کنیزوں، خادمین، اور اپنے ماتحتوں کو حسن سلوک کا درس دیتے ہیں۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین پر اقتدار بخشی تھی اور اُسے ہر قسم کی صلاحیتوں سے نوازا تھا، اپنے خادمین سے حسن سلوک کیا کرتا تھا، امور سلطنت کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ تھے۔ نیک و صالح بندہ ہونے کے ساتھ ساتھ دنیامیں ان کی قوت یاد کی جاتی ہے۔ کبھی کسی غُلام، خادم کو ڈانٹا نہیں[16]

فتح مکہ رمضان 8 ہجری کا واقعہ بذات خود رحم و کرم کی ایک عظیم مثال ہے سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں کس انداز سے داخل ہوئے، جہاں اکثر دشمنان اسلام تھے، نبی کریم ﷺ نے اُن کو معاف فرمایا۔[17] مامون الرشید[18] اپنے عام رعایا، خادمین کے معمولی سے معمولی حالات سے باخبر رہتا، یہ ناممکن تھا کہ انہیں اپنے ماتحتوں کا خبر نہ ہو، کہ اُن کی زندگی کیسے گزر رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنا گھریلو کام خود سرانجام دیتے تھے، حلانکہ خادموں کی کوئی کمی نہیں تھی، اگرچہ علمی، روحانی، دینی، معاشرتی، اور خاندانی اعتبار سے نبی کریم ﷺ جن بلندیوں پر فائز تھے، وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ ذاتی کام کاج خود کیا کرتے تھے۔ حقیقت میں اپنے گریلو کام کاج کرنے میں عار سمجھنا تکبر کی نشانی ہے اور پھر خادمین اور ماتحتوں کے ساتھ غلط رویہ رکھنا معاشی اور معاشرتی نقصانات دعوت دیتی ہے[19]

نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دیں، حارث بن ہشام اور عتاب بن اسید سن کر کہنے لگے کہ اب یہ غلام کعبہ کی چھت پر اذان دیگا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن واضح طور پر بیان کرتے ہیں، کہ تم سب انسان ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کئے گئے ہو۔

نبی کریم ﷺ غلاموں، خادموں، اور لونڈیوں کا اس قدر خیال رکھتے تھے، کہ مرض الوفات میں بھی نماز کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کا درس دیا۔

حضرت ام سلمہؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اس مرض میں جس میں انہوں نے رحلت فرمائی، نماز (کی حفاظت کرو) اور (ان لونڈی، غلاموں کی) جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں۔" آپ ﷺ نے بار بار یہ الفاظ دہرائے حتی کہ آپ کی زبان مبارک رک گئی۔[20]

اگرچہ جدید دور میں زمین داروں کے مزارع اور لوگوں کے ذاتی ملازم شرعاً اور عرفاً غلام نہیں ہوتے، جس طریقے سے وہ اپنے غربت کی وجہ سے اپنے آقاؤں کی سختیاں برداشت کرتے ہیں، جبکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں تاکید بھی فرمائی، دین اسلام نے ان کے ساتھ بھائی چارے کا درس دیا، غلام معاشرے کا مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے بہت سے حقوق دیئے، انھیں اپنے آقاؤں کا بھائی قرار دے دیا، حکم دیا گیا کہ جو خود کھاتے ہو، وہ انہیں بھی کھلاؤ اور جو خود پیتے ہو، وہ انہیں بھی پلاؤ۔

کافروں سے خدمت لینا ان کو اجرت دینا اگر وہ مسلمانوں کا تابع ہو، اور یہ دھوکہ بھی نہ کریں، تو جائز ہے، اور اگر برابری یا متبوعیت کے طور پر ہو، اس طرح کہ مسلمان کافر کے تابع ہو، یا ان سے دھوکہ کا احتمال ہو، تو ایسی صورت ناجائز ہے۔[21] وہ کافر جو ذمی یا مصالح ہو، یعنی صلح کرنے والے ہو، صلح پسند ہو، ان سے بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، مصالحت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ ان کے ساتھ احسان کیا جائے۔

کچھ حقوق ایسے ہوتے ہیں جو محض مشارکت نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں، مطلب یہ کہ صرف انسان ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہو جاتی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو، شرعی عذر کے بغیر کسی سے تیز لہجے میں بات نہیں کرنی چاہیے۔[22]

پچھلے زمانے میں عرب کے سیاسی حالات سخت زوال، انحطاط، اور انتہائی زوال کا شکار تھی، سارا بوجھ غلاموں پر پڑتا تھا، رعایا کے ساتھ درحقیقت بہت بُرا سلوک کیا جاتا تھا۔ ان پر ہر طرف سے ظلم کی جاتی تھی، لیکن یہ لوگ حرف

شکایت زبان پر نہیں لاسکتے تھے۔ انسانی حقوق کا کہیں وجود نہیں تھا اندرون عرب کوئی بادشاہ نہیں تھا جو ان کی اواز کو قوت پہنچاتا، اور نہ کوئی مرجع ہی تھا کہ اُن کی طرف مشکلات وشدائد میں رجوع کیا جاتا اور جس پر اعتماد کیا جاتا۔[23]

انسان غلطی کا پتلا ہے، انسان ہونے کے ناطے اگر کسی ماتحت، نوکر، اگر کوئی خادم غلطی کرتا ہے، تو اسے معاف کیا جائے، اسے باربار تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہیئے، معمولی سی غلطی پر گرفت نہیں ہونی چاہیئے، اگر اللہ عذاب کے طور پر صرف پانی بھی بند کر دیں، تو ایسا کوئی معبود نہیں جو پھر صرف پینے کا پانی بھی دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ[24]

ترجمہ: کہہ دیجئے: کیا تم دیکھتے ہو کہ اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے تو وہ کون ہے جو تمہارے لئے بہتا ہوا پانی لا دے؟

اللہ تعالیٰ نے دلیل کے طور پر اپنی ایک خاص نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ، آپ ان مشرکین سے فرمادیں کہ اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے اور اتنی گہرائی میں پہنچ جائے کہ ڈول وغیرہ سے بھی ہاتھ نہ آسکے تو وہ کون ہے جو تمہیں نگاہوں کے سامنے بہتا ہوا پانی لادے کہ اُس تک ہر ایک کا ہاتھ پہنچ سکے۔ اس کے جواب میں وہ ضرور کہیں گے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے

اندازہ کرنا چاہئے اگر خدانخواستہ یہ زمین اور سمندر، یہ چشمے اور کنویں پانی خُشک کرلیں، جس طرح ایت مبارکہ میں ذکر ہوا، تو یہ دنیا باقی نہیں رہیگی، زمین پر جاندار ختم ہو جائیں گے، کیونکہ پانی کے ساتھ نہ صرف انسان بلکہ یہ چرند پرند اور باغات وفصلیں سب کی زندگی وابستہ ہے، ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس نعمت عظیم کی قدر کرنی چاہیئے۔

معاشرے میں بعض لوگ مزدوروں کا مال کھا جاتے ہیں، ان سے بامشقت کام لے کر اُن کی مزدوری نہیں دیتے یا جو طے شدہ رقم ہو، اس سے کم دیتے ہیں، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مختلف قسم کے حیلے بہانے بنا کر مختلف جرمانوں میں اُن کی مزدوری کو ضائع کر دیتے ہیں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ (پہلا) وہ شخص جو میرے نام پر عہد کرے اور پھر وعدہ خلافی کرے ،دوسرا وہ آدمی جو کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اُس کی قیمت کھالیں، اور تیسر آدمی وہ جو کسی مزدور کو مزدوری پر لگائے، پھر (مزدور) اپنا کام پورا کرلے، اور اس کو مزدوری نہیں دی۔[25] حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفہوم اس طرح ہے کہ جب ایک مزدور اپنی مزدوری پُوری کرلیں، تو مزدور کو اس سے پہلے اس کی مزدوری دے دو، کہ اس کا پسینہ خشک نہیں ہوا ہو۔[26]

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم کی غلطیوں کو کتنی بار معاف کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، اس نے پھر کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، میں اپنے خادم کی غلطیوں کو کتنی مرتبہ معاف کروں، آپ ﷺ نے فرمایا، ہر دن ستر 70 مرتبہ معاف کرو۔[27]

جس طرح انسان اپنے بچوں سے پیار کرتا ہے، اُن کی خطائیں معاف کرتا ہے، ان کے بہترین مستقبل کے لئے سوچتا ہے، اسی طرح خادمین، نوکر، ان کے بچے اُن سے بھی ہمدردی کرنی چاہیئے، ان کے اچھے مستقبل کے لئے انہیں علم کے نور سے منور کرنا چاہیئے۔

نتائج بحث

تہذیب وثقافت ہماری شناخت وعلامت سمجھی جاتی ہے، مزید بر آں ہم سب مسلمان ہیں، اور اسلام احکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کا نام ہے، کسی بھی ادارے یا ریاست کو خوش اسلوبی اور کامیابی سے چلانے کے لئے ایک سربراہ، حاکم یا منتظم کی ضرورت ہوتی ہے۔

دورانِ تحقیق درج ذیل نتائج ثابت ہوئے:

(1) خادمین، ماتحت، نوکر، یہ دنیا کے ہر حصے میں موجود ہوتے ہیں، ان سے بھائی چارے کا تعلق رکھنا چاہیے۔

(2) دین اسلام نے انتہائی باریک بینی سے ہر اُس کام سے منع فرمایا ہے جو ناحق کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو۔

(3) تواریخ اسلام میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ مسلمانوں کی فطرت بہادری، جوانمردی، کشادہ قلبی اور کرم فرمائی ہے اور کمزوروں، خادموں، ماتحت لوگوں کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کرتے ہیں۔ مسلمان ہمیشہ ان کو ہمیشہ بھائیوں جیسا سمجھتے ہیں۔

(4) یہ قدرت کے نظام کا حصہ ہے جو ہمارے روزمرہ کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ دن رات کام کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ قلیل معاوضے پر بڑی راحت پہنچاتے ہیں۔

(5) ماتحت ملازمین کے ساتھ ظلم وجبر کا مسئلہ آج کی دنیا کا ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے، حالانکہ خدمت گاروں کا وجود ایک نعمت خداوندی ہے

تجاویز و سفارشات

(1) مزدور، محنت کش اور دیہاڑی دار طبقہ بہت مشکل سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اکثر یہ لوگ علیل بیمار اور بے کس ہوتے ہیں۔ حقیقی صلاحیتوں کا حامل وہ سربراہ، منتظم، یا قائد ہوتا ہے جو سزا کی بجائے خرابی کے لئے ایک مستقل حل تجویز کریں۔

(2) بسا اوقات ہمیں خیال نہیں ہوتا کہ ہم اذیّت رسانی کے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کا ہمیں جواب دینا پڑے گا۔

(3) معیشت کی تقسیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کی ہے، لہذا اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔

(4) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی آدم کو شرف بخشا ہے، لعن طعن، بُرا بھلا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ ابن ہشام، محمد عبد الملک، سیرت النبی ﷺ ابن ہشام،، مترجم، قطب الدین محمودی، (مشتاق بک کارنر، لاہور، س۔ن)1:18

Ibne Hisham , Muhammad Abdul Malik , Seerat Un Nabi SAW Ibne Hisham , Trans , Qutab Ud Din Mahmodi, (Mushtaq Book Corner Lahore)01;18

2۔ حسن، مسعود، بہاوٗلپور کی سیاسی تاریخ، (مکتبہ الہام، بہاوٗلپور 1977ء):488

Hasan Nasood , Bahul pur ki Siyasi Tareekh , (maktabh Ilham Bahulpur 1977), 488

3۔ اکبر آبادی، سعید احمد، اسلام میں غلامی کی حقیقت، (مکتبہ جمال، لاہور، 2011ء):17

Akbar Abadi , Saeed Ahmed , Islam me Ghulami ki Haqeqat , (Maktaba Jamal , Lahore 2011),17

4۔ ایضا:31

Ibid : 31

5۔ ایضا:38

Ibid :38

6۔ الجوزیہ، ابن القیم، ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر، (دارالکتب العلمیہ، 1994ء)1:351

Al Jawzia , ibn Ul Qiyam , Abi Abdullah Mhammad Bin Abi Bakr , (Dar Ul Kutub Al Ilmia1994)01:351

7۔ عبدالشکور، آئینہ سیرت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، (مکتبہ خلیل، لاہور، 1999ء):739

Abd Ul Shakoor , Aena e Seerat Hazrat Anas Bin Malik Razi Allahu Anhu , (Maktabh Khalil , Lahore 1999):739

8۔ندوی، ابوالحسن، علی، مولانا، پیام انسانیت، باردوم (تحقیقات ونشریات، لکھنو، 1991ء):56

Nadvi , Abul Hasan , Ali , Maulana , Piyam e Insanyyat , 2nd , (Tahqeeqat wa Nashriyyaat , lakhnao , 1991):56

9۔القرآن، النساء:58

Al Quran , Al nisa :58

10۔رومی، جلال الدین، مثنوی مولاناروم، مترجم، قاضی سجاد حسین، (کتاب گھر، دہلی، س۔ن):327

Romi , Jalal Ud Din , Masnavi Maulana Roum , Trans , Qazi Sajjad Hussain , (kitab Ghar , Dehli ,):327

11۔القرآن، بنی اسرائیل:70

Al Quran , Bani Israel :70

12۔محمد شفیع، مفتی، مفتی اعظم پاکستان، جواہر الفقہ، (مکتبہ ارالعلوم، کراچی، 2010ء)، 7:37

Muhammad Shafi , Mofti , Mofti Azam Paistan , Jawaher ul Fiqah , (Maktabh Dar Uloom , Karachi ,2010)07:37

13۔القرآن، الروم:30

Al Quran , Al Room :30

14۔خان، امیر علی، حیات انبیاء علیہم السلام کا انسائیکلوپیڈیا، (مشتاق بک کارنر، لاہور، س۔ن):91

Khan , Ameer Ali , Hayat Anbeya Alaihem Us Salam ka Encyclopedia, (Mushtaq Book Corner , Lahore):91

15۔اسلام میں غلامی کی حقیقت، حوالہ مذکور:96

Islam Me Ghlami ki Haqeeqat , Reference Mentioned :96

16۔ قادری، محی الدین، حسن، وحدت واجتماعت اور ہماری تحریکی زندگی، (ریسرچ انسٹیٹوٹ، لاہور 2017ء):81

Qadri , Muhayyi Ud Din , Hasan , wahdat wa ijtemaat aor Hamari Tehreeki Zindagi , (Research Institute , Lahore 2017):18

17۔ندوی، محمد رابع، سید، رہبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، (دارالرشید، لکھنو، 2012ء):25

Nadvi Muhammad Rabe , Syed , Rahbr Insaniyyat SAW, (Dar Ur Rashid , lakhnao ,2012): 25

18۔مامون الرشید: ان کا اپنا نام عبد اللہ المامون ابن ہارون الرشید بن المہدی بن المنصور عباسی اور کنیت ابو جعفر تھا، ان کی والدہ مراجل "خاتون" تھی خلیفہ عبد اللہ مامون الرشید کی ولادت جمعہ کے روز ربیع الاول 170 ہجری میں ہوئی ۔(البدایہ والنہایہ، ج10، ص274)

Mamoon Ur Rashid : His own name was Abdullah al-Mamun ibn Harun al-Rashid ibn al-Mahdi ibn al-Mansur Abbasi and his surname was Abu Jafar, his mother was Marajal "Khatun". Khalifa Abdullah Mamun al-Rashid was born on Friday, Rabi al-Awwal 170 Hijri
(Al Bidaya Wa Nehaya Vol .10 pp 274)

19۔ میر ٹھی، سجاد، زین العابدین، تاریخ ملت، (لاہور 2012ء)، 01:611

Meritthi , Sajjad , zin Ul Abdin , Tareekh Milat , (Lahore 2012),01: 611

20۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، (دار الفکر، بیروت، 2000ء)05:741

Sunnan Ibne Majah , Kitab Ul Janez , Baab , Ma jaa fe zikr Maraz Rasuleelah SAW, (Dar Ul Fikr , Beruit ,2000)05:741

21۔ حسن، عزیز، اشرف السوانح، (مکتبہ تھانوی دیوبند، س۔ن):171

Hasan , Aziz , Ashraf Al Sawaneh , (Maktabh Thanvi , Deoband):171

22۔ تھانوی، حکیم الامت، مولانا، اشرف علی، اسلام اور سیاست، (تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1427ھ):144

Thanvi , Hakeem Ul Ummat , Maulna , Ashraf Ali , Islam Aor Siyasat , (Taleefat Ashrafia , Multan , 1427 hijri):144

23۔ مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، (مکتبہ سلفیہ، لاہور، 2000ء):56

Mubarakpuri , Safi Ur Rahman , Al Raheeq Ul Makhtoom , (maktabh Salafia , Lahore ,2000):56

24۔ القرآن، الملک:30

Al Quran , Al Mulk :30

25۔ صحیح البخاری، کِتَابُ الإِجَارَةِ، بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ أَجْرَ الأَجِيرِ، حوالہ مذکور:96

Sahih Ul Bukhari , Kitab Ul Ijarah , Baab , Ism Man a Ajral Ajeer , Reference Mentioned : 96

26۔ القزوینی، امام الحافظ، ابی عبد اللہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون، باب، اجر الاجراء (دار السلام، ریاض، 2003ء)03:236

Al Qazweeni , Imaam Al Hafiz , Abi Abdullah , Muhammad Bin Yazeed , Sunan Ibne Majah , Kitab Ur Rahon , Baab , Ajr al Ajraa , (Dar Us Salam , Riyaz , 2003)03:236

27۔ السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، (دار الفکر، بیروت، 2002ء)، 04:439

Al Sajistani, Sulaiman Bin Alashas, Sunan Abi Dawood , (Dar Ul Fikar , Beruit, 2002)04:439